دُعا — اہمیّت و ضرورت

انوار صولت

دعا کیا ہے، اس کی مختصر سے مختصر تعریف جو ممکن ہو سکتی ہے، یہ ہے کہ "دعا پُر خلوص آرزو کی روح کا نام ہے" خواہ اسے زبان سے ادا کیا جائے یا دل ہی دل میں دہرایا جائے۔ نفسیاتی معالجوں کے متعلق عام رائے یہ ہے کہ وہ جب حاصل شدہ معلومات پر جمع تفریق کا عمل کرتے ہیں اور قدرتاً ایک نتیجہ پر پہنچتے ہیں، تو ان کی یہ حالت بالکل ایک دعاگو کی سی ہوتی ہے۔

جب کوئی دعا مستجاب نہیں ہوتی، تو اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم دعا کی شرائط پوری کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ استجابت دعا کے لئے شرط ہے، کہ ہم اس کے لئے انتہائی شدت سے مضطر ہوں۔ ہم دعا کرتے وقت عام طور پر اس جذبے سے خالی ہوتے ہیں۔ شدتِ اضطرار کی کیفیت ہم پر صرف اس وقت طاری ہو سکتی ہے جب تمام دنیاوی ممکنات ہم سے منہ موڑ لیں یا خود ہم ان سے روگردانی کر لیں اور کم از کم تھوڑی دیر کے لئے ملکوتی بن جائیں اور مجبوراً یا اپنی مرضی سے زندگی کو دوسرے زاویئے سے دیکھنے لگیں۔ چنانچہ جب مایوسی کا غلبہ ہو تو ہمیں چاہیئے کہ خدا، اس کی سنت اور اس کی مشیت پر غور کریں۔

جب دعا کے مطابق شفا نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اثر قبول کرنے والے میں قبولِ تاثیر کی صلاحیت نہیں ہے یا کوئی ایسی شدید رکاوٹ موجود ہے جو دعا کی تاثیر کو روک رہی ہے۔ جب آدمی کا قلب کسی دعا کو قبول کرتا ہے، اور اس کے اندر ازالۂ مرض کے لئے نفسِ فعال اور ہمتِ مؤثرہ ہوتی ہے تو دعا حصولِ مطلوب و مقصود کا قوی

سبب بن جاتی ہے۔ پس دعا کے وقت قلب کا پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا شرط ہے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:۔

ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ لا یقبل دعاء من قلب غافل۔

بارگاہِ الٰہی میں تم اس طرح دعا کرو کہ تمہارے اندر اجابتِ دعا کا پورا پورا یقین موجود ہو۔ خوب سمجھ لو کہ غافل، بے خبر قلب کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

دعا کے مستجاب ہونے کے لئے جسم و جان کی پاکیزگی شرط ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالک۔

ایک آدمی طول طویل سفر کرتا ہے اور اس حال میں ہے کہ خستہ حال اور گرد آلود ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا مانگتا ہے۔ اے پروردگار! اے پروردگار! اور حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی غذا حرام، پینا حرام اور کپڑے حرام ہیں، حرام غذا کھائی ہے۔ تو اس کی دعا کس طرح قبول ہوگی؟

حضرت عبداللہ بن امام احمد اپنے والد کی کتاب الزھد میں روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل پر ایک بھاری آفت نازل ہوئی۔ جسے رفع کرنے کے لئے وہ شہر سے باہر نکلے تاکہ اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں دعا کریں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے پیغمبر کو وحی کے ذریعہ آگاہ کیا کہ ان لوگوں کو کہہ دو کہ وہ اپنے ناپاک جسم لے کر صحرا میں آئے ہیں۔ جن ہاتھوں سے انھوں نے بندوں کے خون بہائے اور جن ہاتھوں کے ذریعے انھوں نے اپنے گھروں میں حرام اور ناجائز مال جمع کیا ہے۔ وہ ہاتھ اب تم میری طرف اٹھاتے ہو۔ اور اب جب کہ تم اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے مجھ سے دور ہو چکے ہو، اور میرا غضب اور عذاب سخت ہو چکا ہے تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے لگے ہو۔

چونکہ اللہ عزّ و جل ہی حاجت رسا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سلسلے میں یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم میں اتنی صلاحیت نہیں کہ ہم اپنی بھلائی یا بُرائی کو سمجھ سکیں۔ تا وقتیکہ وہ ہمیں اس کے سمجھنے کی توفیق عطا نہ فرمائے۔ صرف وہی سمجھ سکتا ہے کہ ہمارا نفع کس چیز میں ہے۔ ہماری ناقص عقل اس کی حکمت و مشیت کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہ ہمارا ہم سے زیادہ ہمدرد ہے۔ جو مصیبت ہم پر آتی ہے۔ وہ خود ہماری کمائی ہوئی ہوتی ہے۔ یا ہمارے لئے سبق ہے۔ وہ ہمیں ہمارے نفسانی کھوٹوں اور گناہوں کی آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے آتی ہے، زندگی مصائب سے پروان چڑھتی ہے اور آسائش پستیوں کی گہرائیوں میں دھکیل دیتی ہے، مصیبت ایک غلاف ہے جس کے اندر راحت ملفوف ہے، رات نہ ہو تو دن کی تمیز کیسے ممکن ہے اور تکلیف کے بغیر راحت کی قدر نہیں کی جا سکتی۔ زندگی راحت و رنج کے امتزاج سے عبارت ہے۔

پس دعا مانگنے کے لئے ضروری ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جانے سے قبل اس کی شرائط کو پورا کرے۔ اس کی مصلحتوں کا عرفان حاصل کرے۔

بچہ ماں سے کوئی تحفہ یا کھلونا مانگتا ہے تو سمجھ دار ماں اس سے کہتی ہے" صبر کرو اور اس کو حاصل کرنے کے لئے محنت کرو۔ پھر میں تمہاری طلب پر غور کروں گی۔ انعام حاصل کرنے اور اپنی مراد کو پہنچنے کے لئے لازم ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم خدا کی رضا کے کس قدر تابع ہیں، ہم اعمال کے لحاظ سے اس کے انصار میں سے ہیں یا اغیار میں سے، زبانی دعویٰ کی کوئی قیمت نہیں، ہمیں عمل سے ثبوت دینا چاہیئے کہ ہم اس کے انصار میں سے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کی مصلحتوں کو نگاہ میں رکھیں۔ کیا ہم پانی، بجلی اور حرارت سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس کے باوجود ہم انہیں استعمال کرتے ہیں۔ دعا بھی ایک راز ہے۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہم اسے اس کی شرائط کے ساتھ استعمال کریں۔ دعا مختصر ہو یا طویل، ہر دو صورتوں میں کافی ہے۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں،

یکفی من الدعاء البواۃ مایکفی الطعام من الملح۔

تھوڑی دعا بھی اسی طرح کافی ہے جس طرح تھوڑا سا نمک کھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔
دعا عبادت ہے جو یقین اور اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر کوئی اس بات پر کاربند ہو جائے کہ خدا کے سوا کسی سے کوئی چیز طلب نہ کرے گا۔ تو اس کی ہر وہ ضرورت لازماً پوری ہوکر رہے گی۔ جو درحقیقت اس کے لئے ضروری ہے۔
دعا ایک نافع ترین دوا ہے۔ دعا بلا و مصیبت کی مدافعت کرتی ہے۔ دعا مومن کا زبردست حربہ اور ہتھیار ہے صحیح حاکم میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے :-

الدعاء سلاح المومن و عماد الدین و نور السموات و الارض۔

دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون ہے اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

مومن کی دعا :- مصیبت و بلا میں مومن کی دعا کے تین درجے ہیں :-

اوّل یہ کہ دعا مصیبت کے مقابلہ میں قوی تر اور زوردار ہو، ایسی دعا مصیبت کو ہٹا دیتی ہے۔

دوم یہ کہ دعا مصیبت کے مقابلہ میں کمزور ہو۔ ایسی صورت میں مصیبت قوی ہوتی ہے لیکن دعا کے سبب کچھ ہلکی ضرور ہو جاتی ہے۔

سوم یہ کہ مصیبت اور دعا برابر درجے کی ہوں۔ یہ دونوں آپس میں متقاومت اور مقابلہ کرتی ہیں۔

دعا میں خشوع و خضوع کے علاوہ الحاح وزاری بھی شرط ہے۔ امام اوزاعی، امام زہری سے اور وہ حضرت عروہ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء۔

اللہ تعالےٰ دعا میں الحاح وزاری کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

قبولیت دعا میں تاخیر :- دعا کا اثر مترتب ہونے میں تاخیر کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بندہ جلد بازی کرتا ہے اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اور دعا ہی ترک کر

دیتا ہے۔ جیسے کسی نے کھیت میں دانے ڈالے یا پودے لگائے۔ کھیتی اور درختوں کی خدمت کرتا رہا۔ ان کو پانی دیتا رہا، اور جب فصل کی کٹائی اور پھل لگنے کا زمانہ قریب آیا تو اس سے غافل ہو گیا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔

لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم۔ او قطیعة رحم مالم یستعجل۔

بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب کہ وہ گناہ اور قطع رحم کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے۔

اوقاتِ اجابت:۔ کسی مقصد کے لئے جب دعا کی جائے تو احادیث میں اس کے لئے چھ مخصوص اوقات کا ذکر آیا ہے۔

۱۔ رات کا آخری تہائی حصہ۔

۲۔ اذان کے اوقات۔

۳۔ اذان و اقامت کے درمیان کا وقت۔

۴۔ فرض نمازوں کے بعد کا وقت۔

۵۔ جمعہ کے دن جب امام منبر پر چڑھے تا آنکہ نماز جمعہ ختم ہو جائے۔

۶۔ جمعہ کے دن نمازِ عصر کے بعد کی آخری ساعت۔

ان اوقات میں دعا کرتے وقت قلب کے اندر خشوع و خضوع، عجز و انکساری، ذلت و خاکساری، تضرع و الحاح، رقتِ قلب، کامل طہارت اور قبلہ رو ہونا شرط ہے۔ دعا کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ بارگاہِ الٰہی میں اٹھائے، پہلے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر آنحضرتؐ پر درود بھیجے، پھر توبہ و استغفار کرے، پھر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور نہایت الحاح و زاری، عجز و خاکساری کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں اپنا سوال پیش کرے۔ اور امید و خوف کے ساتھ اس کی جناب میں دعا کرے اور اس کی توحید کا وسیلہ پکڑے۔ دعا سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات بھی کرے۔

ادعیۂ ماثورہ :- اب ہم چند دعاؤں کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ؐ نے ایک آدمی کو یہ دعا کرتے سُنا :۔

اللّٰھم انی اسئلک بانی اشھد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے کے ذریعے دعا مانگتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے۔ تیرے سوا دوسرا کوئی الہ نہیں ہے تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، ایسی ذات ہے کہ نہ کسی کو جنا اور نہ خود کسی سے جنا گیا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

اس کی یہ دعا سن کر آنحضرت صلعم نے فرمایا :۔

لقد سأل اللہ بالاسم الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب۔

یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے اس نام سے مانگتا ہے کہ جب اس کے وسیلے سے سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے، اور جب اس کے ذریعے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے :۔

لقد سئلت اللہ باسمہ الاعظم۔

تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا :۔

اسم اللہ الاعظم فی ھاتین الآیتین : والٰھکم الٰہ واحد ، لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (۱) وفاتحۃ آل عمران ۔ الٓمٓ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (۲)۔

اسم اعظم ان دو آیتوں کے اندر ہے۔ (۱) والٰھکم الٰہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم، اور (۲) آل عمران کی یہ ابتدائی آیت الٓمٓ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔

جامع ترمذی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے :

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کربہ امر قال یاحی یا قیوم برحمتک استغیث۔

جب رسول اللہ صلعم کو کوئی دشوار امر پیش آتا تو آپ یاحی یاقیوم برحمتک استغیث

پڑھا کرتے۔

صحیح حاکم میں حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

ھل ادلکم علی اسم اللہ الاعظم ؟ دعاء یونس۔

کیا میں تمہیں اسم اعظم نہ بتلاؤں؟ اسم اعظم حضرت یونسؑ کی دعا ہے۔

اجابتِ دعا کی دیگر شرائط:- بسا اوقات لوگوں کی دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ سخت ضرورت مند ہوتے ہیں۔ ان کے اندر لاشعوری طور پر اضطراری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ کامل اضطرار کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں۔ یا دعا سے قبل ان سے کوئی بڑی نیکی اور بھلائی سرزد ہو جاتی ہے۔ یا دعا کسی ایسے وقت میں کی گئی ہوتی ہے کہ جو دعا کی اجابت کا وقت ہوتا ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ اجابت دعا کا سبب صرف دعا کے الفاظ اور کلمات ہیں۔ وہ صرف ان پر تکیہ کر لیتے ہیں، اور اسباب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ قبولیت دعا کا سبب، دعا کرنے والے کا اضطرار بضطرابِ التجا، عجز و انکساری ہوتی ہے۔ اسباب کو ترک کر کے تقدیر پر تکیہ کر لینا نامناسب ہے۔

حاصلِ کلام:- یہ کہ خدائے واحد پر ایمان اور اس پر کامل بھروسہ دعا کی لازمی شرط ہے۔ جب ہم اس کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ تو اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ الدعاء مخ العبادۃ: دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا کبھی خالی نہیں جاتی۔ اس کے دَر سے کوئی محروم نہیں رہتا۔ البتہ طلبِ صادق شرط ہے۔ دعا اپنی شرائط مذکورہ کے ساتھ مانگنی چاہیئے۔ یعنی الیقان و ایمان اور اطاعت، دعا کے لئے لازمی ہیں۔

خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

ادعونی استجب لکم۔ مجھے پکارو (مجھ سے دعا مانگو) میں قبول کروں گا۔

اور ـــ

و اذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ (بقرۃ)

جب میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دعا بارگاہِ الٰہی میں کیسے اور کس حالت میں فوراً قبول ہوتی ہے؟ اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ کتاب المجابین میں ابن ابی الدنیا نے حسن بصری سے بہ سلسلہ دعا یہ قصہ بیان کیا ہے:۔

" انصار صحابہ میں ابو مَعلق نامی ایک صحابی تھے۔ جو بہت بڑے تاجر تھے۔ اپنا اور دوسروں کا مالِ تجارت لے کر دُور دُور تجارت کے لئے جاتے تھے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ایک مرتبہ، سفر میں آپ کو ایک ڈاکو نے گھیر لیا۔ ڈاکو نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے رکھ دو، میں تمہیں قتل کرتا ہوں۔ آپ نے کہا۔ اگر مال درکار ہے تو اسے لے لو، اور مجھے چھوڑ دو۔ ڈاکو نے کہا مال تو اب میرا ہے ہی۔ میں تمہیں قتل بھی کروں گا۔ آپ نے کہا۔ اچھا مجھے اتنی اجازت دو کہ میں چار رکعت نماز پڑھ لوں۔ ڈاکو نے کہا اچھا اجازت ہے۔ چنانچہ آپ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آخری سجدے میں یہ دعا پڑھی:۔

یا ودود یا ذا العرش المجید، یا فعال لما یرید اسئلك بعزك الذی لا یرام و بملكك الذی لا یضام و بنورك الذی ملأ ارکان عرشك ان تکفینی شر هذا اللص یا مغیث اغثنی۔ یا مغیث اغثنی۔ یا مغیث اغثنی۔

اے محبت کرنے والے، اے شاندار عرش کے مالک، اے اپنے ارادے سے سب کچھ کرنے والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیری عزت کا واسطہ دے کر جسے کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔ تیری مالکیت کا واسطہ دے کر جس میں کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا اور تیرے نور کا واسطہ دے کر جس سے تیرے عرش کے چاروں کونے منور ہیں۔ اس ڈاکو کے شر سے تو مجھے بچا لے۔ اے فریاد رس میری مدد کر! اے فریاد رس میری مدد کر! اے فریاد رس میری مدد کر۔

کہتے ہیں تین مرتبہ آپ نے یہ دعا پڑھی، اسی وقت غیب سے ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لئے نمودار ہوا، اور ڈاکو کو فوراً نیزے میں پرو لیا۔ اور ابو مَعلق انصاری کو آواز دی۔ اور کہا۔ اے ابو مَعلق اٹھو اور سجدے سے سر اٹھاؤ۔

ابو مغلق نے سجدے سے سر اُٹھا کر سوار کو دیکھا، دریافت کیا تم کون ہو، جس کے ذریعے مجھے آج نجات ملی ہے۔ سوار نے جواب دیا۔ میں چوتھے آسمان کا ایک فرشتہ ہوں، جس وقت تم نے دعا کی۔ تو اس دعا نے آسمان کے دروازے ہلا دیئے۔ جب تم نے دوسری مرتبہ یہ دعا کی تو آسمان والوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جب تم نے تیسری مرتبہ دعا کی تو مجھے حکم ہُوا کہ یہ ایک ستم رسیدہ آدمی کی دعا ہے، اور میں فوراً تمہاری مدد کو آ پہنچا۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی با وضو ہو کر چار رکعت نماز پڑھے اور مذکورہ دعا مانگے۔ اس کی دعا ضرور قبول ہو گی۔ خواہ وہ ستم رسیدہ ہو یا نہ۔

کسی فلسفی نے کیا خوب کہا ہے:۔

مایوسی کی تاریکی ایسے شخص کو اپنی گرفت میں نہیں لیتی، جو اپنی مشکل کو کسی ایسی ہستی کے سامنے پیش کرے۔ جو دل سے اس کی بہی خواہ ہو۔

الغرض دعا روح کی پُر خلوص تمنا اور خدا کے ساتھ ہم کلامی ہے۔ جس سے صحیح معنوں میں سکونِ قلب ملتا ہے۔

(اس مضمون کی تیاری میں شیخ الاسلام امام محمد بن ابی بکر، ابن قیم الجوزیۃ کی الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی سے خصوصاً اور دیگر رسائل سے عموماً مدد لی گئی ہے)